خلافت اتنی بڑی ذمّہ داری ہے کہ احمق ہوگا جو کہے کہ مجھے یہ مل جائے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵؍اگست ۱۹۷۸ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

ہم ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ مہینہ بہت سی عبادات کا مجموعہ ہے۔ اس میں روزے رکھے جاتے ہیں، قرآن کریم کی غیر معمولی طور پر کثرت سے تلاوت کی جاتی ہے صدقہ وخیرات کا حکم ہے۔ یہ بھی ہدایت ہے کہ اپنے نفسوں کا اخلاقی لحاظ سے محاسبہ کیا جائے۔ اسلام نے حُسنِ اخلاق کی جو تعلیم دی ہے اس کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے اور دعاؤں پر بہت زور دینا چاہیئے۔ قرآن کریم کی یہ بھی شان ہے کہ وہ بنیادی اصول ایسی جگہ بیان کر دیتا ہے جہاں اس کے پہلے مضمون کے ساتھ خاص تعلق ہو۔ گو وہ مضمون ماقبل کے ساتھ بندھا ہوا تو نہ ہو لیکن اس کا خاص تعلق ہو۔ رمضان کے ساتھ دعا کا ذکر کر دیا۔ فرمایا:-

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ○ (البقرة:۱۸۷)

اب دعا صرف رمضان کے مہینے میں ہی تو نہیں کرنی ہوتی لیکن رمضان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی عبادات کو اکٹھا کر کے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ انسان اگر چاہے تو خاص طور پر اپنے ربّ کریم کی طرف زیادہ خشوع وخضوع اور ابتہال کے ساتھ متوجہ ہونے کے مواقع پاتا ہے اور اس کے نتیجہ میں اُس کی دعائیں عام حالات کی نسبت زیادہ کثرت سے

خدا تعالیٰ کے حضور مقبول ہو سکتی ہیں اگر دل میں اخلاص ہو اور کوئی کجی اور فساد نہ ہو لیکن ویسے یہ ایک عام اصول ہے خدا تعالیٰ کے ساتھ تو ہر آن اور ہر گھڑی ہر شئے کا تعلق ہے اور خدا سے زندہ تعلق قائم کرنا یہ ایک مسلمان کا فرض ہے۔ خدا تعالیٰ کی خدائی تو اپنا کام کر رہی ہے خواہ انسان اس کی طرف متوجہ ہو یا نہ ہو اس کے جسم میں ہزارہا تغیر اللہ تعالیٰ کے براہ راست حکم سے پیدا ہو رہے ہیں۔

سائنسدان کہتے ہیں کہ ہمارا دماغ جب جسم کے کسی حصہ کو حکم بھیجتا ہے کہ یہ کام کرے تو نروز (Nerves) کے ذریعہ وہ حکم چلتا ہے اور نروز مختلف ٹکڑوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک لمبی رسّی نہیں ہے جو دماغ کھینچ لیتا ہے بلکہ مختلف ٹکڑے ہیں جن کے درمیان فاصلہ ہے جب تک وہ فاصلہ برج (Bridge) نہ ہو، پُل نہ بنے تو وہ حکم آگے نہیں چل سکتا اور ایک خاص کیمیاوی مادہ ہے جو آگے برِج کرتا ہے۔ پس ہر حکم جو دماغ سے جاری ہوتا ہے وہ اپنی جگہ پہنچنے تک ایسے سینکڑوں پُلوں پر سے گزر کر پہنچتا ہے جو خاص اس حکم کو پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ پیدا کئے جاتے ہیں اور سائنسدان یہ بھی کہتے ہیں کہ جب دماغ کا یہ حکم آگے نکل جائے اور پُل کو کراس (Cross) کر لے تو اگر وہ کیمیاوی مادہ اسی طرح رہے تو اسی وقت انسان کی موت واقع ہو جائے۔ اس لئے جس وقت وہ حکم اس پُل کو عبور کرتا ہے اسی وقت خدا تعالیٰ کا دوسرا حکم آ جاتا ہے اور اس کیمیاوی مادہ کو تبدیل کر دیتا ہے۔ یہ تو ایک مثال ہے تم جسم کے کسی حصے کو لے لو وہ خدائی سے آزاد نہیں لیکن عام حالات میں انسان کو ایک آزادی دی اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف حالات پیدا کئے صرف انسان ہی محدود دائرہ میں اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کر سکتا ہے مثلاً مادی جسم ہے وہ اسی طرح خدا تعالیٰ کے احکام کو سنتا ہے اور اُس کی وحی کو سنتا ہے اور اس کے مطابق کام کرتا ہے جس طرح درخت اور اس کے پتے، جاندار، نباتات اور جمادات غرضیکہ ہر چیز پر خدا تعالیٰ کا حکم جاری ہوتا ہے۔ جس طرح فرشتوں کے متعلق آتا ہے يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ (التحریم:۷) خدا کا حکم آتا ہے اور اُن کے لئے خدا تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کے سوا کوئی اور چارہ کار نہیں ہوتا، اسی طرح انسان کا جسم جو اعمال بجا لاتا ہے آزادانہ اعمال کے علاوہ یعنی وہ اعمال جو انسان اپنی مرضی سے

بجالاتا ہے خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لئے یا اِبا اور استکبار کی راہوں کو اختیار کرکے دونوں راستے اس کے لئے کُھلے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے حکم کو تسلیم کرنے سے انسان کو جو جزا ملتی ہے اور اس کی روح کو ابدی جنتوں کا جو وعدہ دیا گیا ہے وہ بڑا زبردست ہے پس ہر وقت ہی دعا کی ضرورت ہے لیکن قبولیت دعا کے سامان رمضان میں زیادہ اکٹھے کر دیئے گئے ہیں اس لئے یہ مضمون جو مستقل حیثیت رکھتا ہے اور بڑا اہم ہے وہ رمضان کے ذکر کے ساتھ قرآنِ کریم میں بیان کر دیا گیا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر میرے بندے میرے متعلق پوچھیں یعنی قربِ الٰہی کے حصول کا خیال آئے کہ وہ کس طرح اپنے رب سے تعلقات پیدا کر سکتے ہیں تو ان سے کہہ دو میں تم سے دور تو نہیں ہوں۔ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ میرے قرب کی علامت اور نشان یہ ہے کہ مَیں دعاؤں کو سنتا ہوں اور دعا سننے کے بعد یہ اطلاع دیتا ہوں کہ مَیں نے دعا کو قبول کر لیا ہے۔ ”اُجِيْبُ“ میں محض اجابت یعنی قبول کرنا ہی نہیں بلکہ بسا اوقات اس کی اطلاع دینا بھی شامل ہوتا ہے۔ یہ اطلاع یا تو عملاً ہوتی ہے اور یا لفظاً بھی۔ رؤیا اور کشوف کے ذریعہ یا الہام کے ذریعہ بھی ہوتی ہے۔ دعا کرنے والے کے روحانی مقام اور ضرورت کے مطابق اللہ تعالیٰ کا سلوک ہوتا ہے یہ لمبی تفصیل ہے اس میں اس وقت جانے کا وقت نہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں کی دعا کے نتیجہ میں پیار اور قبولیت کی کیفیت تب پیدا ہوگی جب وہ میرا حکم مانیں گے اور مجھ پر ایمان لائیں گے اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کریں گے اور میری نازل کردہ ہدایت پر قائم ہو جائیں گے تاکہ جس غرض کے لئے مَیں نے انسان کو پیدا کیا ہے وہ غرض پوری ہو۔

دعا کے سلسلہ میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر انسان دعا اپنے لئے بھی کرتا ہے اور دوسرے فرد کے لئے بھی کرتا ہے اس سلسلہ میں جیسا کہ پہلے اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ کے ترجمہ میں مَیں بتا چکا ہوں خدا تعالیٰ بتاتا ہے انسان اپنے لئے بھی دعا کرتا ہے۔ دوسرے فرد کے لئے بھی دعا کرتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں يَرٰى وَ يُرٰى لَهٗ کہ اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کو خواب کے ذریعہ اطلاع دیتا ہے اور

دوسرا آدمی اس کے لئے دعا کر رہا ہو تو اسے بھی اطلاع دیتا ہے کہ اس کے دوست یا بزرگ یا بھائی یا بیٹے یا خلیفۂ وقت کے متعلق دعا قبول ہوگئی ہے اور دعا اجتماعی بھی ہے۔ اجتماعی دعا بعض حالات میں اور بعض زمانوں میں بہت ضروری ہو جاتی ہے اور اگر انسان انفرادی دعائیں اجتماعی دعا پر قربان کر دے تو میری یہ ذاتی رائے ہے اور جو تاریخ مَیں نے پڑھی ہے اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ پھر اپنے لئے نہیں بھی دعا کر رہا ہوتا تب بھی اس کی دعا قبول کر لی جاتی ہے کیونکہ وہ خدا کی مخلوق کے لئے دعائیں کر رہا ہوتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ آپ نے عرب میں ایک عظیم روحانی انقلاب بپا کر دیا۔ عرب وحشی اور درندہ صفت تھے عمل کرنا تو درکنار اُن کو حسنِ اخلاق کا علم ہی نہیں تھا۔ کتوں اور سؤروں کی طرح وحشیانہ زندگی گزار رہے تھے لیکن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے قوم کی زندگی کے اندر ایک انقلاب عظیم بپا ہو گیا۔ آپ فرماتے ہیں تمہیں پتا ہے یہ انقلاب کیوں پیدا ہوا یہ ایک فانی فی اللہ کی راتوں کی عاجزانہ دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے رب سے اتنی دعائیں کیں، پہلے عرب کے لئے اور پھر سب بنی نوع انسان کے لئے (کیونکہ اسلام کا پیغام ساری دنیا میں پہنچنا تھا) کہ ایک انقلابِ عظیم بپا ہو گیا ایسا انقلاب جسے آج کی دنیا بھی سمجھنے سے قاصر ہے حالانکہ سائنس بہت ترقی کر چکی ہے۔

اسی جگہ مَیں نے پہلے بھی ایک موقع پر بتایا تھا کہ ایک امریکی رسالہ میں مضمون چھپا کہ بچپن سے یا جوانی کی عمر میں جو عادت پڑ جائے تو بڑے ہو کر وہ عادت چھوٹا نہیں کرتی۔ ہماری ایک احمدی بہن نے اس رسالہ کو خط لکھا کہ تمہاری یہ بات غلط ہے کہ عادت چھوٹا نہیں کرتی۔ عادتیں چُھٹ جاتی ہیں اُس نے مثال دی کہ مسلمانوں پر شراب بڑی دیر کے بعد حرام ہوئی تیرہ سالہ مکی زندگی میں شراب حرام نہیں تھی ایک رات دوستوں کی مجلس لگی ہوئی تھی وہ شراب پی رہے تھے اور شراب میں مست تھے کہ اسی حال میں اُن کے کان میں یہ آواز آئی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شراب ممنوع قرار دے دی ہے تو صاحبِ خانہ جس کے کمرے میں یہ مجلس لگی ہوئی تھی اور بہت سے شراب کے مٹکے سامنے رکھے ہوئے تھے

وہ کھڑا ہوا اور مٹکوں کو توڑنے لگا تو ایک دوست نے کہا ہمارے ساتھ کسی نے شرارت نہ کی ہو پہلے پتا تو کر لو کہ واقع میں خدا تعالیٰ کی طرف سے شراب ممنوع قرار دے دی گئی ہے اور یہ اعلان واقع میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کیا جا رہا ہے لیکن اس نے کہا پہلے مٹکے توڑوں گا بعد میں جا کر پوچھوں گا کہ یہ واقع میں صحیح ہے یا غلط۔

اس احمدی خاتون نے یہ واقعہ لکھ کر پوچھا تم کیسے کہتے ہو کہ عادتیں نہیں بدلتیں۔ ایک آواز نے ان لوگوں کی عادتیں بدل دیں۔ شراب میں مست رہنے والے تھے (پہلے انہوں نے اور بہت سی عادتیں چھوڑی تھیں۔ اس تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں) لیکن حرمت شراب کا بڑا نمایاں واقعہ ہمارے سامنے آتا ہے کہ ایک آواز نے ان کی برسوں کی شراب کی عادت کو بدل دیا۔ اسی طرح اسلام سے قبل لوگ بڑے شغف کے ساتھ جؤا کھیلتے تھے۔ قرآن کریم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے لیکن قرآن کریم نے کہا بند! تو وہ بند ہو گیا۔ ساری عمر کی ورثے میں لی ہوئی عادتیں اسلام نے بدل دیں۔ اس زمانہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذمہ یہ فرض لگایا کہ اسلام کو دنیا میں غالب کیا جائے۔ ایک وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مناظرے بھی کئے اور بہتوں نے آپ سے مباہلے بھی کئے اور اس کا انجام بھی دیکھا اور پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ نے کہا جو حجت تھی وہ مَیں نے پوری کر دی۔ اب دعائیں کرو کہ جس طرح پہلے زمانہ میں ایک انقلابِ عظیم اُس دنیا میں دعاؤں کے نتیجہ میں بپا ہوا تھا اِس دنیا میں بھی ویسا ہی ایک انقلابِ عظیم دعاؤں کے نتیجہ میں پیدا ہو جائے۔

پس یہ رمضان کا مہینہ اور خاص طور پر آخری عشرہ بڑی اہمیت رکھتا ہے اس میں بعض احمدی مسلمان بھی اعتکاف بیٹھتے ہیں ان دنوں اجتماعی دعائیں بھی بہت کریں ان مغربی قوموں کے لئے دعائیں کریں ان کی عادتیں تو دعاؤں ہی سے بدل سکتی ہیں۔ یہ لوگ سمجھ ہی نہیں سکتے۔ ہم ان کو بڑا سمجھاتے ہیں سمجھیں بھی تب بھی نہیں مانتے یعنی عجیب ان کے دماغ ہو گئے ہیں۔ ان کو ایسی گندی عادتیں پڑ گئی ہیں کہ گند سوچنا اور گندہ کام کرنا ان کی زندگی کا حصہ بن گیا ہے۔ جب ہم ان کے سامنے اسلام کی تعلیم پیش کرتے ہیں تو کبھی کوئی یہ کہہ دیتا ہے کہ آپ

نے اتنی دیر کیوں کر دی اسلام کی اتنی اچھی تعلیم بتانے میں، جب ہم اَور بھی زیادہ گند میں دھنس گئے تب آپ یہ تعلیم لے کر آ گئے۔ کوئی یہ کہہ دیتا ہے اسلام کی اتنی اچھی اور حسین تعلیم ہے آپ اسے ہمارے عوام تک کیوں نہیں پہنچاتے؟ پس کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ لیکن خود کہنے والے بھی اپنی عادتوں کو بدلنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ اپنی جگہ پر کھڑے ہیں ان کو خدا تعالیٰ کی قدرت ہی بدل سکتی ہے۔ اس لئے مَیں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ ساری دنیا کے انسان کے لئے دعائیں کریں۔ خصوصاً اُن کے لئے دعائیں کریں جو گندی زیست کی خوگر اور نام نہاد تہذیبِ نو کی حامل قومیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی زندگیوں میں انقلاب بپا کرنے کے سامان پیدا کرے اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کو پہچانیں اور جس خدائے واحد و یگانہ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اس کی معرفت حاصل کریں اور خدا کے پیار کے دروازے ان قوموں پر بھی اسی طرح کھلیں جس طرح ہزاروں لاکھوں احمدیوں پر کھلے ہیں۔

ایک اور دعا ہے جماعت کی مَیں نے یورپ میں بھی کہا۔ ۱۹۶۷ء میں کوپن ہیگن میں پادری اور کچھ اَور دوست بارہ حواریوں کی تعداد میں مجھ سے ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے ان سے بھی میں نے کہا تھا کہ مَیں سمجھتا ہوں مجھ میں اور جماعت میں کوئی فرق نہیں کیونکہ یہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ سب کا مقصد ایک ہے، ایک جہت ہے جس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں ایک مقصد ہے جس کے لئے ہم دعائیں کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی اپنی بساط کے مطابق قربانیاں پیش کر رہے ہیں اور اخلاص اور وفا کا نمونہ دکھا رہے ہیں۔ پس خلیفۂ وقت اور جماعت کو علیحدہ کیسے کیا جا سکتا ہے ساری جماعت اپنی جگہ دعائیں کر رہی ہے لیکن یہ جو ایک وجود ہے اس میں خلافت کا ایک بڑا ہی اہم مقام ہے اور یہ نہ خریدا جا سکتا ہے اور نہ چھینا جا سکتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ اسی سفر میں مجھ سے کسی نے پوچھا کہ خلافت سے پہلے کبھی آپ نے سوچا کہ خلیفہ بن جائیں گے مَیں نے کہا:-

"No sane person can aspire to this."

کوئی عقلمند آدمی سوچ بھی نہیں سکتا کیونکہ یہ اتنی بڑی ذمہ داری ہے کوئی سوچے گا کیسے۔

کوئی احمق ہی ہوگا، پاگل ہوگا جو یہ کہے گا کہ مجھے یہ ذمہ داری مِل جائے۔

خلافت کے متعلق یہ جاننا چاہیئے کہ بعض بیوقوف دماغ یہ سمجھتے ہیں کہ مثلاً حدیث میں آتا ہے کہ ایک وقت آئے گا جہنم میں سے ہر آدمی کا جب علاج ہو جائے گا تو باہر نکل آئے گا خدا کی پرستش کے مطابق جو سزا ہے وہ مل چکی ہوگی تو جہنم خالی ہو جائے گی۔ جب جہنم خالی ہو جائے گی تو وہاں تمثیلی زبان میں نہ دروازے بند ہوں گے نہ پہرہ دار ہوں گے اور ہوا جہنم کے دروازوں کو ہلا رہی ہوگی۔ وہ کھلے ہوں گے آگ ختم ہو چکی ہوگی کوئی بھی نہیں ہوگا اس میں۔ بعض بیوقوف یہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا دربار بھی نعوذ باللہ اسی طرح اس کی حمد وثنا کرنے والوں سے خالی ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے دربار میں تو ہر وقت ایسے لوگ موجود رہتے ہیں جو اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اور استعداد کے مطابق اس کو پہچاننے والے، اس کے آگے جھکے ہوئے، اس کی حمد کرنے والے، اس کی تسبیح کرنے والے اور اس کے قرب کو حاصل کرنے کی تڑپ رکھنے والے ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی پیارا شعر فرمایا ہے۔

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تِری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

ہزاروں لاکھوں آدمی، خدا کے بندے خدا کے دربار میں حاضر رہتے ہیں۔ کوئی ایک آدمی یہ سمجھے کہ خدا مجبور ہو گیا مَیں اکیلا اس کے دربار میں تھا اور اس نے مثلاً مَیں اپنی مثال لیتا ہوں، اگر مَیں یہ سمجھوں کہ مَیں اکیلا ہی تھا اور خدا مجبور ہوا مجھے خلیفہ مقرر کرنے کے لئے یعنی مجھے پکڑ لے اور خلیفہ مقرر کر دے تو میرے جیسا پاگل دنیا میں اَور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس بھرے دربار میں سے خدا نے اپنی مرضی چلائی۔ ہم تو اس وقت (یعنی انتخابِ خلافتِ ثالثہ کے وقت) آنکھیں نیچی کئے ہوئے اپنے غم میں اور اپنی فکروں میں بیٹھے ہوئے تھے لیکن یہ سمجھنا کہ جس آدمی کو خدا تعالیٰ کسی کام کے لئے چنے دنیا کا کوئی انسان یا منصوبہ خدا تعالیٰ کے اس انتخاب کو غلط کر سکتا ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ دینے والا تو وہی خدا ہے۔ عقل ہے، سمجھ ہے، ہمت ہے، خدا کے در کے علاوہ آپ کون سی چیز کہاں سے لے کر آتے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا بوڑھا آدمی اور بے چین روح۔ آپ کو آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ اتنا پیار تھا کہ بیان نہیں ہوسکتا۔ ان کی زندگی کا مطالعہ کریں تو پتا لگتا ہے کہ ان کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتنا پیار تھا کہ آپ کے بعد ایک گھڑی زندہ رہنا ان کے لئے مشکل تھا لیکن جب خدا تعالیٰ نے اُن کو خلافت کے لئے چنا تو سارا عرب مرتد ہو گیا۔ مگر خدا تعالیٰ کا وہ شیر جسے خدا نے خلافت کے لئے منتخب کیا تھا، اس نے کہا مَیں ان مرتدین کی سرکوبی بھی کروں گا اور جو فوج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر بھجوانے کے لئے تیار کی تھی وہ بھی نہیں روکوں گا خواہ مدینہ کے اندر مسلمانوں کی لاشیں کتے گھسیٹتے پھریں مَیں وہ حکم نہیں بدلوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنی فراست اور ان کے فعل میں اتنی برکت عطا فرمائی کہ بعد میں ایک موقع پر خالدؓ بن ولید نے کمک مانگی اور لکھا کہ میرے پاس چودہ ہزار فوج ہے اور یہی ہر میدان میں کسریٰ کی ساٹھ ستّر بلکہ اسّی لاکھ تازہ دم فوج کے ساتھ لڑیں گے اور ہر تیسرے چوتھے دن لڑائی ہوگی ہمارے پاس چودہ ہزار فوج ہے ان میں سے بھی کچھ شہید ہو جائیں گے کچھ زخمی ہو جائیں گے اس لئے کمک بھیجیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کی کمک بھیج دی۔ یہ دیکھ کر صحابہؓ پیٹ اُٹھے۔ صحابہؓ کا اپنا مقام تھا خلیفۂ وقت کا اپنا مقام تھا۔ صحابہؓ نے کہا یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ خالدؓ بن ولید نے تفصیل سے خط لکھا ہے کہ ایسے حالات ہیں اور آپ ایک آدمی کی کمک بھیج رہے ہیں۔ آرام سے ان کو کہہ دیا کہ جس فوج میں اس جیسا آدمی ہو جسے مَیں کمک کے طور پر بھیج رہا ہوں وہ فوج شکست نہیں کھایا کرتی۔ چنانچہ پہلے ہی معرکہ میں کسریٰ کے جرنیل نے غدّاری کی جو عام طور پر دنیوی طاقتیں نہیں کیا کرتیں لیکن اس دن اس نالائق نے غدّاری کی اور Plan کیا کہ وہ خالدؓ بن ولید کو مقابلہ کے لئے بُلائے اور پھر چار پانچ آدمی آئیں اور ان کو قتل کر دیں۔ اُس نے پہلے نیزہ بازی کی پھر تلوار کی جنگ کی اور پھر اس نے کہا آؤ کشتی کر لو۔ چنانچہ دونوں گھوڑے سے نیچے اُتر گئے۔ کسریٰ کا بھی بڑا طاقتور اور تجربہ کار جرنیل تھا اس نے کشتی میں طاقتور پہلوان کی طرح خالدؓ کی باہوں (بازو) کو پکڑ لیا اور اپنے اُن آدمیوں کو جو اس نے درپردہ تیار کئے ہوئے تھے اشارہ کیا کہ اس حالت میں حملہ کر کے خالدؓ کی گردن اڑا دیں۔ عین اس وقت یہ ایک آدمی کی کمک جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

نے بھجوائی تھی یہ گھوڑے پر سوار تھے انہوں نے فوراً بھانپ لیا کہ غدّاری ہوگئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کسی اور سے مشورہ کرنے یا کسی اور کو ساتھ چلنے کے لئے کہنے کا وقت ہی نہیں تھا۔ انہوں نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور فوراً وہاں پہنچے جہاں وہ تین، چار ماتحت جرنیل اس غدّاری میں حصہ لینے یعنی خالدؓ بن ولید کو قتل کرنے کے لئے تیار بیٹھے تھے۔ انہوں نے ایک ایک کو قتل کیا اور جب قتل کر لیا ان تین یا چار کو یا جتنے بھی تھے، تو (یہ ہے مسلمان کی شان اور اس کی جسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے منتخب کیا تھا کہ! کسریٰ کے غدّار جرنیل کی باہیں بھی تو جکڑی ہوئی تھیں) اسے کہنے لگے اب تم اپنی Duel لڑو اور گھوڑے کو ایڑ لگا کر واپس آ گئے حالانکہ اس کو قتل کر سکتے تھے لیکن یہ مسلمان کی شان کے خلاف تھا کہ اس نے جو غدّاری کی ہے اس کو اس رنگ میں سزا بھی دیں لیکن ایسا نہیں کیا تا کہ کل کو اسلام پر الزام نہ آ جائے۔

یہ مقام ہے خلافت کا۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مَیں جن کو خلیفہ بناؤں گا اور یہ یاد رکھیں خصوصاً نئی نسل کہ انتخاب ہوتا ہے لیکن خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے۔

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بعض لوگوں نے جو بعد میں الگ ہو گئے تھے ان میں سے کسی نے کہا کہ ہم نے خلیفہ منتخب کیا ہے آپ نے فرمایا مَیں تمہارے انتخابِ خلافت پر تھوکتا بھی نہیں ہوں مجھے جس نے خلیفہ بنانا تھا اس نے بنا دیا۔

میری خلافت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد مجھے اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا۔ یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ اور یہ بتانے کے لئے کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں خدا تعالیٰ بڑا پیار کرنے والا ہے اس کے پیار کو حاصل کریں۔ بالکل شروع خلافت کے زمانہ کی بات ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا جب وصال ہوا تو مَیں ٹی آئی کالج میں پرنسپل تھا۔ کالج لاج میں مَیں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ مَیں وہاں آیا میری طبیعت پر بڑا بار تھا کہ مَیں آپا صدیقہ ام متین صاحبہ کو یا مہر آپا کو یا ہماری تیسری والدہ تھیں ان کو Disturb کروں اپنی رہائش کے لئے لیکن میرے پرائیویٹ سیکرٹری کا دفتر وہاں تھا۔ وہیں سارے کام کرنے پڑتے تھے۔ چنانچہ دفتر کے اوپر دو تین کمرے تھے اُن ہی میں ہم ٹِکے رہے اس وقت تک جب تک کہ سہولت کے ساتھ سب کا دوسری جگہ انتظام نہیں ہو گیا۔ خلافت کے بڑے تھوڑے عرصہ

کے بعد غالباً ۱۹۶۶ء میں نومبر کی بات ہے ظہر کی نماز پڑھانے کے بعد میں واپس آیا اور دفتر کے اوپر کمرے میں سنتوں کی نیت جب باندھی تو میرے سامنے خانہ کعبہ آ گیا یعنی کشفی حالت میں نہیں جس میں آنکھیں بند ہو جاتی ہیں بلکہ کھلی آنکھوں کے ساتھ دیکھا یعنی نظارہ یہ دکھایا گیا کہ میرا رُخ ایک Angle بائیں طرف اور مَیں نے سیدھا کر لیا منہ، خانہ کعبہ کی طرف اور نظارہ بند ہو گیا۔ میں نے سوچا کہ یہ تو نہیں خدا کا منشا کہ مَیں ہر دفعہ (ہمارے مکان قبلہ رُخ نہیں بنے ہوئے اپنا خود ہی ایک اندازہ کرنا پڑتا ہے) آ کر قبلہ ٹھیک کروایا کروں گا۔ مطلب یہ ہے کہ میں تمہارا منہ جس مقصد کے لئے تمہیں کھڑا کیا ہے اس سے اِدھر اُدھر نہیں ہونے دوں گا۔

یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے خدا تعالیٰ اس جماعت کے جو چھوٹے چھوٹے شعبے ہیں ان کے لئے بڑی غیرت دکھاتا ہے۔ ابھی میرے (دوبارہ سفر یورپ پر) جانے سے پہلے اُس خاندان کا ایک آدمی آیا جس کے بارہ میں مَیں بتایا کرتا ہوں کہ اُن کا بڑا ہوشیار لڑکا تھا Top کے نمبر لئے میٹرک میں۔ ہمارا کالج لاہور میں تھا۔ اس کے والد کو مَیں ذاتی طور پر جانتا تھا وہ لڑکا ہمارے کالج میں داخل ہو گیا مَیں نے بڑے پیار سے اُسے داخل کیا۔ وہ میرے دوست کا بچہ تھا جو سیالکوٹ کے ایک گاؤں کے رہنے والے اور زمیندار تھے۔ اس کے چند رشتہ دار غیر مبائع تھے انہوں نے لڑکے کے باپ کا دماغ خراب کیا۔ اس سے کہنے لگے اتنا ہوشیار بچہ سپیریئر سروسز Superior Services کے Competition میں یہ پاس ہونے والا۔ کہیں D.C لگے گا۔ تم نے یہ کیا ظلم کیا اپنے بچے کو جا کر احمدیوں کے کالج میں داخل کروا دیا۔ جس وقت یہ انٹرویو میں جائے گا لوگوں کو یہ پتا لگے گا یہ ٹی آئی کالج میں رہا ہے اس کو لیں گے نہیں اور یہ دنیوی طور پر ترقی نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ وہ میرے پاس آ گیا مَیں خالی پرنسپل نہیں تھا اس کا دوست بھی تھا۔ میرے دل میں اس کے بچے کے لئے بڑا پیار تھا مَیں نے اس کو پندرہ بیس منٹ تک سمجھایا کہ اپنی جان پر ظلم نہ کرو۔ خدا تعالیٰ بڑی غیرت رکھتا ہے جماعت احمدیہ اور اس کے اداروں کے لئے تمہیں سزا مل جائے گی۔ خیر وہ سمجھ گیا اور چلا گیا۔ پھر انہوں نے بھڑکایا پھر میرے پاس آ گیا پھر مَیں نے سمجھایا پھر چلا گیا۔ پھر تیسری دفعہ جب آیا تو مَیں نے سمجھا اس

کے باپ کو ٹھوکر نہ لگ جائے۔ مَیں نے کہا ٹھیک ہے مَیں دستخط کر دیتا ہوں مگر تمہیں یہ بتا دیتا ہوں کہ یہ لڑکا جس کے متعلق تم یہ خواب دیکھ رہے ہو کہ وہ سپیریئر سروسز کے امتحان میں پاس ہو کر ڈی سی بنے گا یہ ایف اے بھی نہیں پاس کر سکے گا۔ اس نے مائیگریشن فارم پُر کیا ہوا تھا اتنے اچھے نمبر تھے کہ ٹی آئی کالج سے گورنمنٹ کالج اسے بڑی خوشی سے لے لیتا۔ چنانچہ مَیں نے اس کے فارم پر دستخط کئے اور وہ اسے لے کر چلے گئے۔ پھر مجھے شرم کے مارے ملا بھی نہیں۔ کوئی چار پانچ سال کے بعد مجھے ایک خط آیا جو شروع یہاں سے ہوتا تھا کہ مَیں آپ کو اپنا تعارف کروا دوں۔ میں وہ لڑکا ہوں جس کے مائیگریشن فارم پر آپ نے دستخط کئے تو مجھے اور میرے باپ سے کہا تھا کہ مَیں ایف اے بھی نہیں پاس کرسکوں گا اور چار پانچ سال کا زمانہ ہو گیا ہے اور مَیں واقعی ایف اے پاس نہیں کر سکا۔ پھر وہ تجارت میں لگ گیا اب پھر مجھے یہاں ایک خط آیا جو اسی سفر میں ملا جو اس کے بیٹے کا تھا اور اس نے بھی تعارف یہ کہہ کر کروایا کہ میں اس کا بیٹا ہوں جس کو آپ نے یہ کہا تھا کہ تو ایف اے پاس نہیں کر سکے گا۔

پس خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ایک کالج اور اس کے ایک پرنسپل کے لئے اتنی غیرت دکھاتا ہے تو خلیفۂ وقت کے لئے کتنی غیرت دکھائے گا۔ آپ پڑھے لکھے لوگ ہیں ہمارے ایک زمیندار پرانے احمدی ہیں مجھے دو تین دفعہ انہوں نے کہا کہ مَیں تو اپنے بچوں کو سمجھاتا ہوں کہ دیکھو! نبوت کے زمانہ میں مَیں نے دیکھا اگر کوئی غلطی ہو تو معاف ہو جاتی ہے لیکن جو خلافت کے خلاف کھڑا ہوتا ہے اسے میں نے ہمیشہ گرتے ہی دیکھا ہے پنپتے نہیں دیکھا۔

پھر لوگوں کی عجیب عجیب حرکتیں سامنے آتی ہیں وہ دنیا کی خاطر شریعتِ اسلامیہ بنانے لگ جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں بعض احکام تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں اور بعض اصول بیان کر دیئے گئے ہیں۔ مثلاً فرمایا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُہَا (الشوریٰ:۴۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کریم کی شان دیکھو کسی عیسائی نے اعتراض کیا تھا کہ ایک طرف تفصیل بیان کر دی اور دوسری طرف یہ کہہ دیا کہ جتنا جرم ہو اس کے مطابق سزا ملے گی۔ آپ نے فرمایا اگر کوئی اندھا کسی کی آنکھ نکال دے تو تم اس کا بدلہ کس طرح لو گے اگر یہ ہوتا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ تو آنکھ ہے ہی

نہیں جس سے آپ نے بدلہ لینا ہے اس لئے فرمایا جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا۔ بعض بنیادی چیزیں ہیں۔ آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ دین جس پر میں تمہارے لئے راضی ہوا دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ ۔(النّور:۵۶) اس کو مضبوطی کے ساتھ قائم کرنے کا ذریعہ خلافت کو بناؤں گا اور تمہارے خوف کو خلافت کی برکتیں دور کریں گی۔ میرا اصل مضمون اس وقت دعا کا ہے یہ باتیں میں ضمناً بتا رہا ہوں۔

سینکڑوں بعض دفعہ ہزاروں (سال کے اندر) ایسی پریشانیاں ہیں کہ جو خلیفۂ وقت کی دعاؤں سے معجزانہ طور پر دور ہو جاتی ہیں۔ کئی ایک کا مَیں ذکر کر چکا ہوں۔ پریشانیاں آتی رہتی ہیں مَیں تو خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ ہوں ۔وَ لَا فَخْرَ۔ میرے لئے تو فخر کی بات نہیں خدا تعالیٰ میرے ذریعہ مومنین کی جماعت کے خوف کو بدلتا ہے تو یہ اس کی شان ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے کہ چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی خدا تعالیٰ نے آپ کی امّت میں اس قسم کے سامان پیدا کر دیئے۔ مَیں تو خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ ہوں میں یاد بھی نہیں رکھتا مَیں نے ایسے کوئی رجسٹر بھی نہیں بنائے ہوئے مَیں بھول جاتا ہوں۔ کئی دفعہ لوگ آ کر بتاتے ہیں کہ جی آپ نے اپنی فلاں خواب بتائی تھی اور وہ پوری ہوگئی ہے اور مجھے وہ خواب یاد بھی نہیں ہوتی۔ میری یہ عادت ہے۔ میرے ساتھ خدا کا یہ سلوک ہے مَیں کہا کرتا ہوں کہ مَیں پانی کے کنارے کھڑا ہوں مجھے سٹور کرنے کی ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ مجھے دیئے چلے جاتا ہے اس قسم کے نشان بھی دکھلاتا ہے اور بڑی کثرت کے ساتھ دکھلاتا ہے۔

یہ مسئلہ دوست اچھی طرح سے یاد رکھیں کہ تمکینِ دین یعنی وہ دین جسے خدا تعالیٰ نے امت مسلمہ کے لئے پسند کیا اس کو مستحکم طور پر قائم کرنا یہ خلافت کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے اور یہ ایک بنیادی اصول ہے اور اس کے مقابلہ میں جزئیات نہیں پیش کی جاسکتیں۔ مثلاً حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت گزر گئی۔ اس خلافت میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جنہوں نے آپ سے تربیت حاصل کی تھی بڑی کثرت سے پائے جاتے تھے اور پھر اسلام پھیلنا شروع ہوا اور عرب سے بھی باہر نکل گیا۔ کم تربیت یافتہ لوگ اسلام میں داخل ہو گئے ان میں سے بعض نے جزئیات میں اپنی مرضی چلانی شروع کر دی مثلاً قرآن کریم نے کہا

ہے کہ تیسری طلاق بائن ہے یعنی اس کے باوجود رجوع نہیں ہوسکتا جس طرح پہلی دو طلاقوں میں ہوسکتا ہے اور یہ تین طلاقیں جن میں تیسری بائن ہو جاتی ہے یہ ایک معین وقفہ کے بعد ہونی چاہئیں جو کم سے کم وقفہ ہے اس کا قرآن کریم میں ذکر ہے یہ ایک فقہی مسئلہ ہے اس کی تفصیل میں مَیں نہیں جانا چاہتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگوں نے یہی کرنا شروع کر دیا کہ تین طلاقیں اکٹھی کہہ دیں اور جس وقت معاملہ قاضی کے پاس گیا تو کہہ دیا کہ شرع تو یہ کہتی ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی ہو ہی نہیں سکتیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں سے فرمایا مَیں تمہیں شرع سے مذاق نہیں کرنے دوں گا اور استہزا نہیں کرنے دوں گا۔ آپ نے ایسے لوگوں سے کہا تم تین کہو گے مَیں تین کہہ دوں گا۔ بائن کر دوں گا۔ صحابہؓ موجود تھے۔ ان میں سے کسی نے نہیں کہا کہ شریعت موجود ہے آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں اس لئے کہ شریعت کا بڑا اور بنیادی حکم یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ سے استہزا نہیں کرنے دیا جائے گا اور طلاق کے سلسلہ میں ہی ہے کہ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ اس کے احکام کو استہزا کا نشانہ نہ بناؤ۔ آیت کے اسی جزو کے ماتحت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتویٰ دیا تھا۔ جہاں تک خُلع اور طلاق کا تعلق ہے اگر کوئی خاوند صرف مہر کی ادائیگی سے بچنے کے لئے عورت کو تنگ کرتا ہے کہ وہ خلع لے لے اور سمجھتا ہے کہ اس طرح اس کو مہر نہیں دینا پڑے گا تو وہ بڑا احمق ہے اسے جماعت چھوڑ دینی چاہیئے۔ مَیں تمہیں شریعت اسلامیہ سے استہزا نہیں کرنے دوں گا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہیں کرنے دیا تھا اور اس اصول کے ماتحت کوئی خلیفہ پہلے خلیفہ کے فیصلوں کا پابند نہیں یہ بھی دوست اچھی طرح سے سن لیں۔ اس نے اپنے حالات کے مطابق شریعت اسلامیہ کے وقار اور عزت اور احترام کو قائم کرنا ہوتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ فیصلہ کیا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نہیں کیا تھا وہ پابند نہیں تھے۔ کوئی کھڑا ہو جاتا اور کہتا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تو کبھی نہیں فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص اکٹھی تین طلاقیں دیتا ہے تو میں تین ہی قرار دوں گا آپ کون ہو گئے کہنے والے نہ کسی اور خلیفہ کو یہ کہا جاسکتا ہے۔ خلافت کا کام ہے شریعت اسلامیہ کے احترام کو قائم کرنا۔ قرآن کریم سے یہ ثابت ہے اور طلاق کے سلسلہ میں قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام کو استہزا کا ذریعہ نہ بناؤ سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۲۷ سے یہ مضمون

شروع ہوتا ہے اسے ہر کوئی پڑھ سکتا ہے میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا دیر ہو جائے گی۔

پس میرا یہ کام ہے کہ میں تمہیں شریعت سے استہزا نہ کرنے دوں۔ تمہاری مرضی ہے کہ جماعت مبائعین میں رہو یا چھوڑ کر چلے جاؤ۔ خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں مَیں کسی کی مردہ کیڑے کی حیثیت بھی نہیں سمجھتا۔ خدا تعالیٰ خود میری راہنمائی کرتا ہے مَیں نے تم سے دین نہیں سیکھنا تم نے مجھ سے دین سیکھنا ہے۔ خلافت کے متعلق تو قرآن نے اعلان کر دیا ہے اسی آیت استخلاف میں کہ یہ ہم نے Institute (منصب) اس لئے بنایا ہے کہ دین کو محکم کریں اور تمہاری پریشانیاں دور کریں۔ جب پریشانی کا وقت آتا ہے تو تم میرے پاس آجاتے ہو اور جب ہزار دو ہزار پاؤنڈ بچانے کا وقت آتا ہے تو تم شریعت اسلامیہ سے استہزا کرنے لگتے ہو ایسا نہیں ہوگا۔ باقی یہ ٹھیک ہے کہ آپ یہاں الگ تھلگ تھے چھوٹی سی جماعت تھی اس قسم کے معاملے ربوہ چلے جاتے تھے لیکن یہاں کی جماعت کے نوجوانوں کو عام معاملات اور دینی مسائل کا پتا ہونا چاہیئے مثلاً طلاق کے مسئلہ کو لے لیں اس سلسلہ میں اسلام نے جو تعلیم دی ہے اور قرآن کریم نے اس کے متعلق جو ارشاد فرمایا ہے اس کا پتا ہونا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ لوگ تعدد ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس میں اعتراض کرنے کی کیا بات ہے۔

مجھ سے بھی پوچھا تھا اسی یورپ کے دورے میں کہ اسلام تعدد ازدواج کی اجازت دیتا ہے مَیں اس اعتراض کو سمجھ گیا تھا مَیں نے کہا دیکھو! بات سنو!! جس دوسری لڑکی سے ایک شخص شادی کرنا چاہتا ہے جس کو دوسری بیوی بنانا چاہتا ہے اگر اس کو اعتراض نہ ہو تو تمہیں کیا اعتراض ہے۔ اس کو تو پتا ہے کہ مَیں دوسری بیوی بن رہی ہوں اور وہ اعتراض نہیں کرتی تو تم کیوں اعتراض کرتی ہو۔ یہ تو نامعقول بات ہے۔ باقی رہا معاملہ پہلی بیوی کا تو شریعت کہتی ہے کہ تم اس سے پوچھو اور بتاؤ کہ مَیں دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں اس سے اجازت لینا ضروری نہیں لیکن اس کا یہ اختیار ہے کہ یا تو یہ کہہ دے کہ ٹھیک ہے مَیں تمہارے ساتھ رہوں گی، دوسری شادی کی تمہیں ضرورت ہے یہ تمہارا حق ہے اس لئے تم بے شک دوسری شادی کرو مَیں روک نہیں بنتی مثلاً حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی پہلی بیوی نے کہا

بڑے شوق سے دوسری شادی کریں۔ چنانچہ دوسری بیوی کے بچوں کو اتنے پیار سے پالا کہ باہر سے آنے والا شخص یہ پہچان ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ پہلی بیوی کے بچے ہیں یا دوسری بیوی کے اور اگر وہ کہے کہ میں نہیں رہنا چاہتی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ لکھا ہے وہ طلاق لے لے اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ وہ خلع لے لے۔ قرآن کریم کے محاورہ میں یہ ہے ہی طلاق۔ قرآن کریم کے محاورہ میں خلع نہیں لیکن طلاق کے جو دو Aspects تھے دو پہلو تھے کہ ایک طلاق وہ ہے جو خاوند اپنی مرضی سے دیتا ہے اور دوسری طلاق وہ طلاق ہے جو بیوی اپنی مرضی سے حاصل کرتی ہے اس لئے انہوں نے مضمون کو سہل بنانے کے لئے خلع کا لفظ بنا لیا یعنی علیحدگی، لیکن قرآنی محاورہ میں یہ طلاق ہی ہے۔ خلع کا لفظ مجھے تو قرآن کریم میں کہیں نظر نہیں آیا لیکن دو پہلو نظر آئے ہیں اور عقل ہمیں یہ بتاتی ہے اس لئے اگر فقہاء نے اپنی ایک اصطلاح وضع کر لی ہے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں، بڑا اچھا کیا لیکن دراصل اس کے اوپر طلاق کے قوانین لگیں گے لیکن اگر حالات ایسے ہوں کہ خاوند کا کوئی جرم یا کوئی ایسی ذمہ داری جو اس نے نباہی نہ ہو ایسا کوئی کیس نہ ہو تو پھر بیوی اپنے شوق سے کہ میں اس طرح علیحدہ ہو رہی ہوں اس لئے مجھے بے شک مہر بھی نہ دو اور جو دے چکے ہو اس میں سے بھی کچھ چیزیں واپس لے لو۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے بیوی اپنی مرضی سے واپس کر سکتی ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شادی شدہ عورت آئی اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! مَیں اپنے خاوند کے پاس نہیں رہ سکتی۔ آپ نے فرمایا اس کے اندر تم نے کوئی اخلاقی سقم دیکھا ہے۔ کہنے لگی بالکل نہیں بڑا بااخلاق انسان ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں تنگ کرتا ہے۔ کہنے لگی بالکل تنگ نہیں کرتا لیکن میرا دل اس سے نہیں لگتا، میل نہیں کھاتا۔ ہم اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ آپ نے اس کو طلاق دلوا دی۔ اب یہ جدائی جو ہے یہ اور قسم کی جدائی ہے اگر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو یہ کہتے کہ پھر تم اس کو اس حالت میں کہ اخلاقاً اچھا ہے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے پھر دل نہیں ملے تمہارے تو تم اس کا مہر چھوڑ دو اور بھی جو کچھ لیا ہے وہ واپس کر دو تو یہ اور چیز ہو جائے گی لیکن یہ سمجھنا کہ بیوی کا خون چوس کر اس کے جذبات کو ٹھیس پہنچا کر ہم دنیا کی دولت کما لیں گے اور جماعت احمدیہ کا خلیفہ اس کی اجازت

دے دے گا تو یہ بڑی حماقت ہوگی اس کا خیال دل سے نکال دینا چاہیئے۔

باقی مَیں اب اصل مضمون کی طرف آجاتا ہوں اور وہ ہے دعا۔مَیں ہر نماز میں قریباً آپ سب کے لئے دعائیں کرتا ہوں سارے بیماروں کے لئے دعائیں کرتا ہوں سارے طالب علموں کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔سارے پریشان حالوں کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ جو تنگی میں ہیں ان کی فراخی کے لئے دعائیں کرتا ہوں یہ میرا کام ہے مَیں آپ پر احسان نہیں جتانا چاہتا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے دل میں آپ کا پیار سمندر کی طرح موجیں مار رہا ہے۔خدا نے بنی نوع انسان کا پیار میرے دل میں پیدا کیا ہے۔ یہ جو مَیں دورے پر جاتا ہوں اور پریس کانفرنسوں سے خطاب کرتا ہوں تو اُن سے مَیں یہی کہتا ہوں کہ تمہاری محبت میرے دل میں ہے وہ مجھے تمہارے پاس لے آتی ہے۔تم کدھر جا رہے ہو تم اپنی اصلاح کرو اور اپنے خلق کی طرف رجوع کرو تا کہ اس کی ناراضگی سے بچ جاؤ اور خدا سے دوری کے نتیجہ میں جو ہلاکت آتی ہے اس سے بچ جاؤ اور اکثر احباب بھی دعائیں کرتے ہیں۔ مجھے شرم آجاتی ہے بعض لکھ دیتے ہیں کہ ہم نے تو اپنی ساری دعائیں آپ کے لئے وقف کی ہوئی ہیں۔اللہ تعالیٰ اُن کی وہ ساری دعائیں قبول کرے جو اس وجہ سے وہ نہیں کر سکے اور ان کو کرنی چاہئیں تھی خدا تعالیٰ تو علاّم الغیوب ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارا خدا اتنا پیار کرنے والا خدا ہے کہ ایک عارف جب خدا تعالیٰ کے حضور جھکتا ہے اور دعائیں کرتا ہے کسی چیز کے حصول کے لئے تو اس کی عارفانہ کوشش ہوتی ہے اور ایک دہریہ سائنسدان ہے جو خدا کو مانتا نہیں اور ریسرچ میں ایک جگہ اٹک جاتا ہے جب وہ اٹک جاتا ہے تو وہ Groping (ٹوہ لگانا) کر رہا ہوتا ہے کبھی ادھر کی سوچتا ہے کبھی ادھر کی کبھی اس سے مشورہ لیتا ہے کبھی اس سے اور کبھی کچھ کرتا ہے اور کبھی کچھ۔آپ نے فرمایا اس اندھیرے میں جو ہاتھ پاؤں مار رہا ہے خدا اُس کو کہتا ہے چلو مَیں نے دعا سمجھ لیا اور کام پورا کر دیتا ہے اور اسی لئے جو بڑے بڑے سائنسدان ہیں وہ تسلیم کرتے ہیں کہ جہاں ہم اٹک جاتے ہیں وہاں کوئی غیبی طاقت جسے وہ پہچانتے نہیں یا جس کو پہچاننے سے وہ انکار کر رہے ہیں اُس غیبی طاقت کی طرف سے اُنہیں روشنی مل جاتی ہے۔

پس بڑا پیار کرنے والا ہے ہمارا خدا۔ یہ بڑا پیارا مہینہ ہے رمضان کا۔ اس مہینے میں

دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں لیکن دعا میں نیتوں میں اخلاص ہو فساد نہ ہو۔ دنیا کی بھلائی کے لئے دعائیں کریں جس گند میں یہ لوگ پھنسے ہوئے ہیں اس میں سے بغیر دعا کے نہیں نکل سکتے۔ اُن کی عقل مان لیتی ہے لیکن ان کی عادتیں اس وقت ماننے سے انکار کر رہی ہیں جو بات کہو مانتے چلے جاتے ہیں یعنی پادریوں سے بھی بات کرو تو ایک خاص وقت تک ہر دلیل مان لیتے ہیں اور جس وقت اس کا نتیجہ نکالتے ہیں تو پھر اُن کو ہوش آتا ہے کہ اوہو ہم سے کیا غلطی ہوگئی وہ دلائل مان گئے ہیں کہ جو اس طرف لے جارہے تھے کہ عیسائیت کی تعلیم درست نہیں ہے بہرحال اس وقت انسان کی بڑی قابلِ رحم حالت ہے۔

مَیں نے ان کو ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ تم اگر خدائے خالق و مالک کی طرف نہ لوٹے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ تو مجھ سے ایک صحافی پوچھنے لگے کہ آپ ہم سے پُرامید ہیں یا ناامید ہیں۔ مَیں نے کہا ناامید تو مَیں ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ بشارت دی ہے کہ دنیا کی اکثریت اسلام میں داخل ہو جائے گی مگر سوال صرف یہ ہے کہ تم چھتریں کھا کر اسلام کے اندر داخل ہوتے ہو یا خدا کے پیار سے داخل ہوتے ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے آخری ہزار سال تو بہرحال خدا اور اس کے مسیح کا ہے اور صلاح کا اور تقویٰ کا اور خیر کا اور برکت کا ہے۔ آخر یہ اگلا ہزار سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے اور کسی نے زندہ تو رہنا نہیں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جدا ہو گئے تو اور کس نے زندہ رہنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اور نہ کسی کے دل میں ہمیشہ زندہ رہنے کی خواہش پیدا ہوئی نہ اپنے رہنے کی خواہش کبھی پیدا ہو سکتی ہے یعنی اگر کسی انسان کو زندہ رہنا چاہیئے تھا تو وہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے وہ وفات پا گئے تو اب ہم کیا سوچیں اور کیا خواہشات رکھیں لیکن ہمیں یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی خلافت قائم رہے گی اور کوئی خلیفہ بھی ایسا نہیں آئے گا جو تمہیں شریعت اسلامیہ سے استہزا کرنے کی اجازت دے دے کیونکہ اگر ایسا ہوا تو پھر تو گویا خلافت ختم ہوگئی۔ تو یہ بھی دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ خلافت سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور خلافت سے جو برکات وابستہ ہیں اُن کو حاصل کرنے کی توفیق عطا کرے۔

جماعت احمدیہ کے بچے ہیں۔ بچے تو بڑے پیارے ہوتے ہیں۔ مجھے ویسے ہی بچوں سے بڑا پیار ہے۔ جب امتحان آئیں تو وہ مجھے دعا کے بہت خط لکھتے ہیں کئی لکھتے ہیں کہ تیاری کوئی نہیں دعا کریں کامیاب ہو جائیں پھر اگر خدا تعالیٰ اُن کے حق میں دعاؤں کو قبول کر لے تو پھر بڑے پیار کے خط آتے ہیں کہ مجھے تو پاس ہونے کی امید نہ تھی ہمیں سیکنڈ ڈویژن مل گئی یا ہمیں سیکنڈ ڈویژن سے اوپر نمبر لینے کی امید نہیں تھیں ہمیں فرسٹ ڈویژن کے نمبر مل گئے۔ اللہ تعالیٰ بڑا پیار کرنے والا ہے۔ وہ تو بڑا دیالو ہے اس کے خزانے تو کبھی خالی نہیں ہوتے تمہارے خزانے خالی ہو جاتے ہیں اس لئے تم اس کا دامن نہ چھوڑو اسی میں تمہار بھلائی اور خوشحالی کے سامان ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مسئلہ کے سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور اللہ تعالیٰ اپنی رضا کی جنتوں میں ہمیشہ آپ کو رکھے۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۲ مارچ ۱۹۸۳ء صفحہ ۵ تا ۱۲)

۞۞۞